قرض کے اسلامی اصول

افتخار احمد الازھری جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپورخاص سندھ

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے انسان کی فلاح و بہبود اور کامیابی و کامرانی کیلئے مختلف اصول وضوابط وضع کیے ہیں چاہے وہ اخروی زندگی کی کامیابی کیلئے ہوں یا دنیوی زندگی کی ترقی و ترفع اور بہتری کیلئے ہوں۔ پھر ایسا بھی نہیں کہ حیات دنیوی کے بڑے بڑے اہم مسائل کو تو حل کر دیا گیا لیکن غیر اہم اور بظاہر چھوٹے چھوٹے مسائل پر روشنی ڈالنا غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا ہو۔

اسلام جہاں عظیم مسائل کی گھتیاں سلجھا دیتا ہے وہاں ایسے پیش پا افتادہ مضر مسائل کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے جن پر ایک اوسط ذہن و دماغ والا آدمی توجہ دینا بھی لاحاصل سمجھتا ہے۔ ایسے ہی عامۃ الورود مسائل میں سے قرض اور ادھار لین دین کرنے کا معاملہ ہے بظاہر یہ نہایت معمولی سا مسئلہ سمجھا جاتا ہے لیکن جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑتا ہے وہ جانتے ہیں کہ بعض اوقات نہیں بلکہ بالعموم اس کے نتائج بڑے سنگین ہوتے ہیں اس کی بدولت امیری فقیری میں دوستی دشمنی میں عزت ذلت میں اور آبادکاری ویرانے میں اور خوشحالی بدحالی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

غالبًا ایسے ہی تلخ تجربات کا مشاہدہ کرنے کے بعد کسی دانشمند نے "القرض مقراض المحبة" قرض محبت کی قینچی ہے کا مشہور عالم مقولہ وضع کیا جسے اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ آج دنیا کا کوئی فرد اس کی صداقت تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا لیکن قرض کے فوائد ومنافع سے بھی کوئی عقلمند اور خیر خواہ بنی نوع انسان انکار نہیں کر سکتا لہذا انسان کو چاہیے کہ قرض سے جتنا بچ سکے بچنا چاہیے کیوں کہ قرض انسان کیلیے بہت بڑا داغ اور عیب ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "الدین شین الدين" (الجامع الصغیر ۲.۱۰۷) یعنی قرض دین کیلئے عیب ہے اور مسند الفردوس میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "الدین هم باليل و مذلة بالنهار" (الجامع الصغیر ۲.۱۰۷) یعنی قرض کی حالت میں انسان کی راتیں غم میں اور دن خواری میں گزرتا ہے۔

محدثین عظام فرماتے ہیں کہ خواری اس طرح ہے کہ انسان فکر مند رہتا ہے کہ اس کا قرض کس طرح ادا ہوگا۔ مالک نے مجھ سے طلب کر لئے تو اسکو کیا جواب دوں گا اور اس کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا اور وعدہ خلافی کرنا پڑے گی، جھوٹ بولنا پڑے گا۔ جسطرح حدیث شریف میں ہے کہ " انه من غرم حدث فكذب ووعد فاخلف" (النسائی ۲.۱۷۲) یعنی اگر کوئی قرض لیتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے اسی عیب کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس سے پناہ مانگی ہے اور اکثر یہ دعا ہر نماز کے بعد مانگتے تھے۔

"اللهم انی اعوذبک من الهم و الحزن و العجز و الكسل و الجبن و البخل وضلع الدين و غلبة الرجال"

شہید کا کتنا بڑا مقام ہے اس کا ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے لیکن قرض ایک ایسی مہلک بیماری ہے جو شہید کو بھی معاف نہیں ہوتا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے

"نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضيه عنه" (مشکوۃ ص ۲۵۴) یعنی مسلمان کی روح قرض میں پھنسی ہوئی ہے جبتک کہ اس کو ادا نہ کیا جائے۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو قرض سے اجتناب کرنا چاہیے بالفرض اگر ضرورت کے تحت اگر وہ لے بھی لے تو اس کے دل میں یہ ہو کہ میں اسکو ادا کروں گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی میں ضرور مدد کریں گے۔ جسطرح حدیث پاک میں ہے

" من أخذ اموال الناس يريد ادائها ادّى الله عنه ومن اخذ يريد اتلافها اتلفه الله "، یعنی جس آدمی نے لوگوں کا مال لیا اور اس کی یہ نیت ہے کہ میں واپس کروں گا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کرے گا (یعنی ادا کرنے کی توفیق بخشے گا) اور جو لوگوں کے مال کو ضائع کرنے کا ارادہ کرے گا (یعنی ادا نہ کرنے کا) تو اللہ تعالیٰ خود اسے تباہ و برباد کرے گا۔

اسلام نے اس پھول کو کانٹوں سے جدا کرنے

جائے۔ اور اللہ کے حضور بندگی کا صحیح حق ادا کرے۔ اگر یہ مقاصد حاصل نہ ہوں اور عمرے اور حرمین شریفین میں قیام کے دوران کوئی تبدیلی نہ آئے تو بتلائیں اس قدر مشقت کو آپ کیا نام دیں گے؟ اور اس مبارک سفر میں خرچ ہونے والے ہزاروں روپے کس کھاتے میں جائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ عمرے پر جانے والوں کے سامنے کوئی مقصد اور ہدف نہیں۔ محض دیکھا دیکھی عمرہ کرنے چلے آئے گروپوں کی شکل میں ہیں۔ احرام کھولنے کے بعد بھی کسی بھی اچھے ہوٹل میں قیام کر لیا۔ فجر سے لیکر ظہر تک اور ظہر سے لیکر عصر تک نیند میں رہے۔ نماز کے اوقات میں نکلے، حرم میں داخل نہیں ہوتے، بلکہ سڑکوں پر جہاں چند افراد کھڑے نظر آئے نماز پڑھی اور الٹے قدموں ہوٹل واپس.........صرف افطاری کیلئے کچھ وقت حرم میں چلے جاتے ہیں .... باقی نمازوں میں وہی طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اپنی مجلسوں میں وہی بے ہودہ گفتگو، دنیاوی لطائف، ہنسی مذاق، بیت اللہ کی عظمت، حرم شریف کا تقدس کا انہیں علم تک نہیں۔ ایسی صورت میں دیگر زندگی کے معمولات میں کیا تبدیلی آتی ہوگی؟ واقعہ یہ ہے کہ ایسے ایک نہیں دو نہیں سینکڑوں لوگ ہیں جو اسی انداز میں گئے اور ایسے ہی واپس لوٹ آئے۔ کسی کے کردار یا نیت پر حملہ نہیں بلکہ یہ وہ مشاہدہ ہے جو آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا ہے۔ اب ہزاروں روپے صرف کر کے نہایت مشقت اور تکالیف اٹھا کر یہ سفر اختیار کرنا لیکن خالی ہاتھ لوٹ آنا اس سے بڑا حادثہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس فکر اور سوچ کو تبدیل کیا جائے۔ لوگوں میں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ وہ رمضان المبارک میں عمرے کی سعادت ضرور حاصل کریں لیکن اس کا مقصد متعین کریں آئندہ زندگی میں عمرے کے اثرات نظر آنے چاہئیں۔

اسی طرح سفر حرمین شریفین میں یہ بات بھی بڑے کرب اور دکھ کے ساتھ دیکھی کہ وہاں اشیاء خورد و نوش کا بہت ضیاع ہوتا ہے اور بلا ضرورت ان پر خرچ کیا جاتا ہے۔ خاص کر حرمین شریفین میں افطاری کرانا سعادت کی بات ہے۔ خصوصاً مدینہ منورہ، مسجد نبوی میں چونکہ کھجوروں کے علاوہ روٹی، دہی، لسی، مسجد میں لیجانے کی اجازت ہے لہٰذا یہ اشیاء بکثرت موجود ہوتی ہیں لیکن اس میں شرکت کی غرض سے لوگ مزید اشیاء لیکر آتے ہیں تا کہ وہ بھی ثواب میں شامل ہو جائیں۔ مثلاً کوئی شہد لے آیا، کوئی ڈرائی فروٹ لے آیا، کوئی عجوا کھجور لے آیا۔ یہ سب کچھ دسترخوان پر ڈال دیا جاتا ہے جو کہ افطاری میں استعمال نہیں ہوتا کچھ چیزیں تو لوگ اٹھا لیتے ہیں اور دیگر اوقات میں کھا لیتے ہیں مثلاً ڈرائی فروٹ وغیرہ لیکن شہد، پنیر، وغیرہ دسترخوان کے ساتھ ہی کوڑے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اب یہ چیزیں ریالوں میں خرید کی گئی ہوتی ہیں اور کافی مہنگی ہوتی ہیں لیکن وہ ضائع چلی جاتی ہیں۔

یہ حضرات پاکستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور پاکستان سے ہی قیمتی زرمبادلہ ہمراہ لیکر جاتے ہیں جو حرمین شریفین میں جا کر خرچ کرتے ہیں۔ جبکہ ان کے گاؤں، محلے، شہر میں وہاں کی نسبت زیادہ ضرورت ہے، لوگ زیادہ محتاج ہیں کہ ان کی مدد کی جائے ان پر خرچ کیا جائے اور خاص کر رمضان المبارک میں افطاری اور سحری کا انتظام کیا جائے لیکن یہ اہتمام کرنے کی بجائے لوگ حرمین شریفین میں جا کر خرچ کرتے ہیں۔

میری علماء کرام اور دانشوروں سے گزارش ہے کہ وہ اس اہم مسئلہ پر توجہ دیں اور لوگوں میں احساس پیدا کریں کہ جہاں وہ زندگی بسر کر رہے ہیں، اپنے گردونواح کا بھی جائزہ لیں کہ یہاں خرچ کرنے سے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ ان کی اصل ذمہ داری بھی یہی بنتی ہے کہ وہ ان لوگوں کی کفالت کریں۔ امید ہے ان معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا۔ اور آئندہ محتاط اور صحیح طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حسنات کو قبول فرمائے، آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆